تفسیرِ قرآن اور جدید علوم

(آخری قسط)

مؤلف: استاد رضا نیازمند

مترجم: حسین نواز

۶۔ سات آسمانوں کی پیدائش:

اللہ تعالیٰ قرآن کریم اور اسی طرح تورات میں چند مقامات پر سات آسمانوں کا ذکر فرماتا ہے مثلاً:

فَسَوّٰهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ   پھر سات مستحکم آسمان بنا دیئے۔(۲۹)

تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبۡعُ   سات آسمان اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں۔(۳۰)

رَبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبۡعِ   سات آسمانوں کا رب ہے۔(۳۱)

اَلَّذِی خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ طِبَاقاً   جس نے سات آسمان اوپر تلے بنائے۔(۳۲)

ابھی انسانی علم ساری کائنات کی وسعت کا سراغ لگانے میں کامیاب نہیں ہوا ہے۔ ہر روز بڑی سے بڑی ٹیلی سکوپیں ایجاد ہوتی ہیں اور ہر روز لامتناہی کائنات نظر آتی ہے۔ ابھی کچھ اور نئے ستارے جو ہماری زمین سے ۹۰۰ ملین نوری سال کے فاصلے پر ہیں دیکھے گئے ہیں اور اس سے ماوراء ابھی دیکھا ہی نہیں کہ انسان سات آسمانوں کے مفہوم کا ادراک کر سکے۔ چونکہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَ سَبۡعَ سَمٰوٰتٍ وَ مِنَ الۡاَرۡضِ مِثۡلَهُنَّ یَتَنَزَّلُ الۡاَمۡرُ بَیۡنَهُنَّ لِتَعۡلَمُوۡا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ وَ اَنَّ اللّٰهَ قَدۡ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیۡءٍ عِلۡماً

اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان خلق کئے اور زمین میں بھی ان کی مانند پیدا کئے ان کے درمیان امر نازل ہوتا ہے تاکہ تم جان لو کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالیٰ کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔(۴۳)

شاید وَمِنَ الْاَرضِ مِثْلَهُنَّ سے مراد یہ ہو کہ زمین کو تشکیل دینے والے عناصر کو بھی آسمانوں (اجرام فلکی) کو تشکیل دینے والے عناصر کی طرح سے سات آسمانوں میں پیدا کیا ہے۔

یہ بات آج کے علم و دانش کے ساتھ مکمل مطابقت رکھتی ہے۔ کیونکہ ایٹم کے اندرونی قوانین اور احوال (جہان اصغر) ہر لحاظ سے کل کائنات (جہان اکبر) کے قوانین اور احوال سے مشابہت رکھتے ہیں۔ شاید ایٹم کے آسمانوں (Orbits) کے قیام سے کائنات کے سات آسمانوں کے منظور و مقصود کا ادراک کیا جا سکے۔

کائنات میں ابھی تک ۱۰۳ عناصر کا انکشاف ہوا ہے۔ یہ عناصر زمین و آسمان کو تشکیل دیتے ہیں ان عناصر کے نامرئی ذرات کے اندر یعنی ان کے ایٹموں کے اندر ایک مرکز ہے کہ جس میں پروٹان اور نیوٹران جمع ہیں اس مرکز کے اوپر زمین اور سورج کے مابین فاصلے کی طرح کے فاصلے پر سات آسمان (Orbits یا Shell) دکھائی دیتے ہیں ان تمام یا بعض میں الیکٹران نیوکلیس کے اردگرد گردش کی حالت میں ہیں۔

اگر اس سارے نظام کے تناسب کو چھوٹا کیا جائے تو یہ نظام' نظام شمسی اور ستاروں کی خورشید کے گرد حرکت سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔

دل ہر ذرہ ای کہ بشکافی	آفتابیش درمیان بینی
ہر ذرے کے دل کو چیر کے دیکھو	اس کا آفتاب تجھے درمیان میں نظر آئے گا۔

بعض ایٹم فقط اپنے پہلے آسمان میں الیکٹران رکھتے ہیں جیسے ہائیڈروجن اور آکسیجن جبکہ بعض دوسرے اور تیسرے آسمانوں پر الیکٹران رکھتے ہیں۔ لیکن ۷ اعناصر ایسے ہیں کہ جو اپنے تمام سات آسمانوں پر الیکٹران رکھتے ہیں۔ تمام عناصر میں الیکٹران سارے کے سارے نیوکلیس کے گرد گردش کی حالت میں ہیں۔

یورنیم (Uranium) کے پہلے آسمان میں ۲ الیکٹران' دوسرے آسمان میں ۸' تیسرے آسمان میں ۱۸' چوتھے آسمان میں ۳۲' پانچویں آسمان میں ۲۱' چھٹے آسمان میں ۹ اور ساتویں آسمان میں ۲ الیکٹران ہوتے ہیں۔

لہٰذا دو قسم کے احتمالات ہیں۔

۱۔ یہ کہ سات آسمانوں سے مراد (جس کی مشابہت زمین میں بھی ہے) عناصر کے آسمان ہی ہوں کیونکہ باقی عناصر بھی انہیں عناصر سے بنے ہیں۔

۲۔ شاید جو کچھ ہم رات کے وقت آسمانوں پر دیکھتے ہیں فقط پہلے آسمان کے ستارے ہی ہوں اور مستقبل کے انسان علم و دانش کی ترقی اور طاقتور ٹیلی سکوپوں کی مدد سے دیگر آسمانوں کے وجود کو بھی دریافت کر لیں۔ (سات

آسمانوں کا موضوع سورہ بقرہ کی آیت نمبر ۲۹ اور سورہ نباء کی آیت نمبر ۱۲ میں بھی آیا ہے۔)

۷۔ فطری قوانین :

دانشمند اس بات کے قائل ہیں کہ خالق کائنات نے کائنات کی تخلیق کے بعد اس کے لئے قوانین اور اصول بھی مقرر فرمائے ہیں۔ جاندار اور بے جان ساری مخلوقات بہر صورت ان کی اطاعت اور پیروی کرتی ہیں۔ یہی قوانین اور اصول نظام کائنات کو تشکیل دیتے ہیں۔

تمام سائنسی علوم جیسے فزکس، کیمسٹری حتیٰ کہ ریاضی، حساب اور جیومیٹری کے تمام قوانین طبیعی و فطری قوانین کے تابع ہیں۔ تمام مخلوقات عظیم کہکشاؤں سے لیکر ایٹم کے ذرات تک جمادات نباتات اور حیوانات سب کے سب انہی قوانین کے تابع ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے :

هُوَالَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَ الْقَمَرَ نُوْراً وَ قَدَّرَہ، مَنَازِلَ

اللہ وہی ہے جس نے سورج کو چمکدار اور چاند کو روشن بنایا اور ان کے لئے منازل مقرر کیں۔ (۳۴)

سورہ رحمٰن میں ہے :

اَلشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ

سورج اور چاند ایک مقررہ حساب سے گردش کر رہے ہیں۔ (۳۵)

سورہ آل عمران میں ارشاد فرمایا :

وَلَہ، اَسْلَمَ مَنْ فِیْ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعاً وَ کَرھاً

آسمانوں اور زمین کی ہر چیز خواہ نا خواہ اس کے آگے تسلیم ہے۔ (۳۶)

یُوْلِجُ الَّیْلَ فِیْ النَّھَارِ وَ یُوْلِجُ النَّھَارَ فِیْ الَّیْلِ وَ سَخَّرَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ کُلٌّ یَجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی

رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور شمس و قمر کو تسخیر کئے ہوئے ہے، ہر ایک معین وقت اور مدار پر گردش کرتا ہے۔ (۳۷)

سورہ نحل میں ارشاد الٰہی ہے :

وَ سَخَّرَ لَکُمُ الَّیْلَ وَ النَّھارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَ النُّجُوْمُ مُسَخَّرَاتٌ بِاَمْرِہٖ

اسی نے تمہارے لئے رات اور دن اور سورج اور چاند مسخر کئے اور ستارے بھی اسی کے امر سے تمہارے

لئے مسخر ہیں۔(۳۸)

وَ هُوَ الَّذِی خَلَقَ الَّیْلَ وَ النَّهارَ وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ کُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَسْبَحُوْنَ

وہی اللہ ہے جس نے رات دن سورج اور چاند خلق کئے ہر ایک اپنے فلک میں تسبیح خواں ہیں۔(۳۹)

یہ تمام آیات اس بات کی نشاندہی کر رہی ہیں کہ تخلیق کائنات کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے قوانین اور اصول بھی مقرر فرمائے ہیں کہ جن کے مطابق کائنات حرکت کر رہی ہے۔

یہ قوانین کسی خاص زمان یا مکان کی حد تک محدود نہیں ہیں یعنی ازل سے لیکر ابد تک ہیں۔ سمندروں کی اتھاہ گہرائیوں سے لے کر دور ترین کہکشاؤں تک' تمام قوانین طبیعت و فطرت ایک جیسے ہیں اور تبدیل نہیں ہوتے:

ایٹم کے ہر ذرے میں جاذبہ و دافعہ کا قانون کار فرما ہے جس کے مطابق الیکٹران ایٹم کے نیو کلیس کے گرد گھومتا ہے یہ وہی قانون ہے جس کے مطابق کرہ ارض سورج کے گرد گھومتا ہے۔

یُدَبِّرُ الْاَمرَ یُفَصِّلُ الْآیاتِ

امر کی تدبیر کرتا ہے اور آیات کو مفصل بیان کرتا ہے۔(۴۰)

یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے امور کائنات کو محکم نظام کے ساتھ منظم کیا ہوا ہے اور آیات قدرت کو مفصل دلائل سے آراستہ کیا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ ریاضی کے قوانین بھی غیر متغیر ہیں۔ مثلاً مثلث قائمۃ الزاویہ کے اضلاع کا باہمی رابطہ ازل سے ابد تک تمام سیاروں اور ستاروں پر ایک ہی تھا اور رہے گا۔

قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتی ہے اور اس کے آگے سر تسلیم خم ہے شاید اس سے مراد فطری قوانین کی پابندی اور اطاعت ہی ہو چنانچہ ارشاد باری ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یُسَبِّحُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الطَّیْرُ صَآفّٰتٍ کُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلٰوتَهٗ وَ تَسْبِیْحَهٗ وَ اللّٰهُ عَلِیْمٌ بِمَا یَفْعَلُوْنَ

کیا تم نے نہیں دیکھا کہ آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اور پرندے ہوا میں پر پھیلائے سب کے سب خدا کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے ہیں ہر ایک نے اپنی نماز اور تسبیح کا طریقہ خوب جان لیا ہے اور اللہ تمہارے افعال کا عالم ہے۔(۴۱)

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْم

آسمانوں اور زمین کی ہر چیز اللہ کی تسبیح پڑھتی ہے وہ عزیز و حکیم ہے۔(۴۲)

۸۔ اجرام فلکی کی دائروی حرکت:

تمام اجرام فلکی دائماً حرکت میں ہیں اور ایک مرکز کے گرد گردش کر رہے ہیں۔ کرۂ زمین بھی اپنے منظومہ شمسی

کے اندر سورج کے گرد گردش کی حالت میں ہے۔ یہ گردش اس عظیم انفجار کے زمانے سے لیکر آج تک مسلسل جاری ہے جو کائنات کی پیدائش کا باعث بنا۔ یہ گردش دو قوتوں کی بناء پر ہے قوۃ جاذبہ اور قوۃ دافعہ' ان دو قوتوں کے نتیجے میں اجرام فلکی ایک مرکز کے گرد گھومتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے :

وَ لِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ طَوْعاً وَّ كَرْهاً

آسمانوں اور زمین کی ہر چیز خواہ ناخواہ اللہ کے لئے سجدہ کرتی ہے۔ (۴۳)

فَقَالَ لَهَا وَ لِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعاً وَّ كَرْهاً

آسمانوں اور زمین کو حکم دیا کہ وجود میں آئیں اور صورت اختیار کریں خواہ ازروئے اطاعت' خواہ مجبور ہو کر (۴۴)

شاید "طوعاً" (اختیاراً) سے مراد قوۃ جاذبہ ہو اور "کرھاً" (اجباراً) سے مراد قوۃ دافعہ ہو۔ وگرنہ کیسے ممکن ہے کہ کائنات کی کوئی چیز کرھاً امر الٰہی کو انجام دے؟ ایٹم کے اندر الیکٹران جو کہ منفی الیکٹرک بار رکھتے ہیں' مثبت الیکٹرک بار کے حامل پروٹان کے گرد گردش کی حالت میں ہوتے ہیں۔ یہ گردش بھی جاذبہ ودافعہ کا نتیجہ ہے۔ عملی نقطہ نظر سے یہ گردش الیکٹران اور نیوکلیس کے مابین الیکٹرک مقناطیسی قوت کے زیر اثر ہے۔

وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَبِّكَ مِنْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ وَلَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَا اَكْبَرَ اِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِيْنٍ

زمین وآسمان کا کوئی ذرہ بھی تمہارے رب سے پوشیدہ نہیں ہے اصغر واکبر تمام کتاب مبین میں ہے۔ (۴۵)

۹۔ توسیع کائنات :

۱۹۲۹ء میں ایڈون ہبل (Edwin Hubble) نے مشاہدہ کیا کہ دور ترین فاصلے پر واقع کہکشائیں تیزی کے ساتھ کرۂ زمین سے دور ہو رہی ہیں۔ یہ موضوع دوسرے سائنسدانوں کے سامنے پیش کیا گیا انہوں نے بھی ان دور ترین کہکشاؤں کا زمین کی نسبت فاصلے کا اندازہ لگایا اور پھر مشاہدہ کیا کہ واقعاً ایسا ہی ہے۔ علاوہ ازیں انہوں نے مشاہدہ کیا کہ دور ترین ستاروں کا درمیانی فاصلہ بھی وسعت اختیار کرتا چلا جارہا ہے۔ کچھ ہی عرصے میں سب سائنسدان اس بات کے قائل ہوگئے کہ کائنات توسیع اور پھیلاؤ کی حالت میں ہے۔ سورہ ذاریات میں ارشاد خداوندی ہے :

وَالسَّمَآءَ بَنَيْنَاهَا بِاَيْدٍ وَ اِنَّا لَمُوسِعُوْن

ہم نے آسمانوں کو قوت کے ساتھ محکم کھڑا کیا اور ہم ہی اسے وسعت دینے والے ہیں۔ (۴۶)

۱۰۔ کرۂ زمین اور اجرام فلکی کا بتدریج چھوٹا ہونا :

جب کہ یہ بات واضح ہوئی کہ تمام جہان توسیع کی حالت میں ہے' اجرام فلکی اور اسی طرح کرۂ زمین' انقباض

(سکڑنے) کی حالت اختیار کرتا چلا جا رہا ہے۔

اَوَلَمُ یَرَوا اَنَّا نَاتِی الۡاَرۡضَ نَنۡقُصُهَا مِنۡ اَطۡرَافِهَا

کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ ہم زمین کو اس کی اطراف سے گھٹاتے چلے آرہے ہیں۔(۴۷)

۱۱۔ انسان کی پیدائش :

موجودہ سائنس نے اپنی تمام تر محدودیت اور نواقص کے باوجود آج تک انسان کے بارے میں جو کچھ معلومات فراہم کی ہیں وہ قرآن کریم کی آیات سے مطابقت رکھتی نظر آتی ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ جاندار دریاؤں اور سمندروں کے سواحل پر وجود میں آئے کہ جہاں پانی اور مٹی کا ملاپ واتصال ہے اور جوہڑ بنتے ہیں۔ پہلے پہل خوردبینی مخلوق پھر ایک خلیہ والی مخلوق (ONE CELL) وجود میں آئی۔ اب بھی جل ماھی (جلی فیش) کہ جو ایک خلیہ والی مخلوق ہے او قیانوس میں پائی جاتی ہے ان ایک خلیہ والے حیوانات کی جنس اور اصولاً تمام حیوانات اور انسان کی جنس خاک سے ہے۔

وَلَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ صَلۡصَالٍ مِّنۡ حَمَاٍ مَّسۡنُوۡنٍ

اور ہم نے انسان کو سیاہی مائل نرم مٹی سے پیدا کیا ہے جو سوکھ کر کھن کھن بولنے لگی تھی۔(۴۸)

مٹی ۱۰۳ عناصر سے مل کر تشکیل پائی ہے اور انسانی بدن بھی انہیں ۱۰۳ عناصر سے بنا ہے اور مٹی سے بالکل مختلف بالکل نہیں ہے۔ ایک خلیہ والا حیوان سب سے پہلے پانی میں پروان چڑھا پھر زیادہ خلیہ والے حیوانات پیدا ہوئے اور اس سے دیگر حیوانات اور آخر میں انسان وجود میں آیا۔

وَبَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَهٗ مِنۡ سُلٰلَةٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّهِیۡنٍ

اور انسان کی ابتدائی خلقت مٹی سے کی پھر اس کی نسل کو ناچیز اور بے قدر و قیمت پانی کے نچوڑ سے خلق فرمایا۔(۴۹)

البتہ پانی سے مراد "نطفہ" نہیں ہے کیونکہ سورہ فاطر میں انسان کے بعد والی نسلوں کی خلقت کا جہاں ذکر آیا ہے وہاں پر نطفہ کا واضح طور پر ذکر کیا گیا ہے۔

وَاللّٰهُ خَلَقَکُمۡ مِنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُطۡفَةٍ ثُمَّ جَعَلَکُمۡ اَزۡوَاجاً

اللہ نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تمہیں جوڑا بنایا۔(۵۰)

سورہ مومن آیت نمبر ۶۷ سورہ ص آیت نمبر ۷ سورہ نور آیت نمبر ۴۵ اور سورہ فرقان آیت نمبر ۵۴ میں بھی اسی امر کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔

اگرچہ دنیا کے تمام جاندار مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں اور ان کے بدن کو تشکیل دینے والے عناصر وہی ہیں جو خاک کو تشکیل دیتے ہیں لیکن انسان اور دیگر حیوانات کے وزن کا تقریباً 3/4 حصہ پانی سے تشکیل پایا ہے۔ سورہ انبیاء میں اللہ

تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ جَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ کُلَّ شَیْءٍ حَیٍّ

ہم نے ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا۔(۵۱)

ایک ایک خلیہ والے حیوانات بتدریج زیادہ خلیہ والے حیوانات میں تبدیل ہو گئے اور ان سے پانی والی مخلوق وجود میں آئی ان میں سے بعض پانی میں رہے اور بعض خشکی کی طرف آ گئے۔ پھر خشکی کی طرف آنے والوں میں سے چرنے والے چرندے، پرندے اور چوپائے ظہور میں آئے۔

ایک خلیہ والی مخلوق میں نر اور مادہ کا موضوع پیش نہیں آیا کیونکہ ان کے جسم کے تقسیم ہونے سے ان کی تعداد میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ ایک زمانہ گزر جانے کے بعد ایک خلیہ والی مخلوق ایک سے زیادہ خلیہ والی مخلوق میں تبدیل ہو گئی اور اسی تبدیلی کی بناء پر کچھ نر اور کچھ مادہ کی شکل اختیار کر گئے۔

شاید آیت کریمہ سے مراد یہی مطلب ہو:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا

وہی اللہ ہے جس نے تمہیں نفس واحدہ سے پیدا کیا اور اس سے زوج پیدا کیا(۵۲)

اب بھی ایسے حیوانات موجود ہیں جن میں کامل تبدیلی نہیں آئی ہے اور ان میں نر اور مادہ نہیں ہوتے۔ کئی ملین سالوں کے بعد انسان ظہور میں آیا۔ اس سلسلے میں علم حیاتیات (BIOLOGY) کے ماہرین دو نقطہ ہائے نظر رکھتے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ تمام حیوانات ایک ہی منبع سے ظہور میں آئے ہیں اور پھر پرندوں، چرندوں وغیرہ میں تقسیم ہو گئے ہیں اور انسان بھی ایک قسم کے حیوان کے تغیر و تبدل اور پیشرفت وارتقاء کے بعد وجود میں آیا۔

شاید یہ آیات کریمہ اسی مطلب کی وضاحت کر رہی ہیں:

وَاللّٰهُ خَلَقَ کُلَّ دَآبَّةٍ مِّنْ مَّآءٍ فَمِنْهُمْ مَّنْ یَّمْشِیْ عَلٰی بَطْنِهٖ وَ مِنْهُمْ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی رِجْلَیْنِ وَ مِنْهُمْ مَنْ یَّمْشِیْ عَلٰی اَرْبَعٍ

اور اللہ نے زمین پر چلنے والے تمام جانداروں کو پانی سے پیدا کیا ان میں سے بعض پیٹ کے بل چلتے ہیں بعض دو پاؤں پر اور بعض چار پاؤں پر چلتے ہیں۔(۵۳)

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا طٰٓئِرٍ یَّطِیْرُ بِجَنَاحَیْهِ اِلَّآ اُمَمٌ اَمْثَالُکُمْ

زمین پر چلنے والے اور ہوا میں پروں کے ساتھ اڑنے والے نوع بشر کی طرح ایک جماعت ہیں۔(۵۴)

اور

مَا خَلْقُکُمْ وَ لَا بَعْثُکُمْ اِلَّا کَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ

تم سب کی خلقت اور تم سب کا دوبارہ زندہ کرنا سب ایک ہی آدمی جیسا ہے۔(۵۵)

بعض اہل علم کا قول ہے کہ انسان مستقل وجود میں آیا کیونکہ یہ شعور، تفکر اور قوت فیصلہ رکھتا ہے اس کے علاوہ کوئی حیوان ان خصوصیات کا حامل نہیں ہے۔ سورہ سجدہ کی آیت نمبر ۷ کے بعد ارشاد ہوتا ہے :

اَلَّذِیۡۤ اَحۡسَنَ کُلَّ شَیۡءٍ خَلَقَہٗ وَ بَدَاَ خَلۡقَ الۡاِنۡسَانِ مِنۡ طِیۡنٍ

جس نے ہر چیز کو احسن خلق کیا اور انسان کی خلقت ابتدا میں مٹی سے کی۔ (السجدۃ۔۷)

ثُمَّ جَعَلَ نَسۡلَہٗ مِنۡ سُلٰلَۃٍ مِّنۡ مَّآءٍ مَّہِیۡنٍ ثُمَّ سَوّٰىہُ وَ نَفَخَ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِہٖ وَ جَعَلَ لَکُمُ السَّمۡعَ وَ الۡاَبۡصَارَ وَ الۡاَفۡـِٕدَۃَ قَلِیۡلًا مَّا تَشۡکُرُوۡنَ

پھر اس کی نسل کو بے قدر و قیمت پانی کے نچوڑ سے قرار دیا۔(۵۶) پھر اسے درست کیا اور اس میں اپنی روح پھونکی اور تمہیں کان، آنکھ اور دل عطا کیا لیکن تم بہت کم اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہو۔(۵۷)

انسان کے اپنے ماں باپ سے جنم لینے کے بارے میں فرمایا :

ثُمَّ جَعَلۡنٰہُ نُطۡفَۃً فِیۡ قَرَارٍ مَّکِیۡنٍ ثُمَّ خَلَقۡنَا النُّطۡفَۃَ عَلَقَۃً فَخَلَقۡنَا الۡعَلَقَۃَ مُضۡغَۃً فَخَلَقۡنَا الۡمُضۡغَۃَ عِظٰمًا فَکَسَوۡنَا الۡعِظٰمَ لَحۡمًا ثُمَّ اَنۡشَاۡنٰہُ خَلۡقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰہُ اَحۡسَنُ الۡخٰلِقِیۡنَ

پھر اسے نطفہ بنا کر ایک جگہ رکھا پھر ہم نے نطفہ سے علقہ (جما ہوا خون) علقہ سے مضغہ (گوشت کا لوتھڑا) بنایا پھر مضغہ سے ہڈیاں بنائی پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھادیا پھر دوسری صورت میں پیدا کر دیا۔ وہ خدا عظیم ہے جو خلق کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔(۵۸)

البتہ انسانی علم و دانش جس چیز کو آج صدیوں بعد بیان کر رہی ہے۔ قرآن مجید نے اسے پہلے ہی بیان کر دیا ہے۔

۱۲۔ مختلف انواع کے انسان :

علم انسان شناسی کے مطابق انسانوں کی مختلف انواع تھیں جو کہ نابود ہو چکی ہیں اور موجودہ انسان نے ان کی جگہ لے لی ہے۔ قدیم آدم کی انواع اور ان کے خدوخال کے بارے میں اب تک کی معلومات کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

ا۔ قدیم ترین آدم HOMO HABILIS کہلاتا ہے۔ اس کے اثرات 3/5 ملین سال پہلے سے متعلق مشرقی اور مغربی افریقہ میں، 2/5 ملین سال پہلے سے متعلق برصغیر میں، 1/3 ملین سال پہلے سے متعلق فلسطین میں اور ایک ملین سال پہلے سے متعلق استنبول میں ملے ہیں۔ یہ انسان غالباً دو پاؤں پر چلتا تھا۔ اس کے سر کا حجم ۷۰۰ سینٹی میٹر مکعب تھا (گوریلے (بن مانس) کے سر کا حجم ۵۸۵ مکعب سینٹی میٹر اور موجودہ انسان کا سر ۱۷۰۰ مکعب سینٹی میٹر ہے۔)

۲۔ انسان HOMO ERECTUS سیدھا کھڑے ہو کر چلتا تھا اس کے سر کا حجم ۹۰۰ تا ۱۱۰۰ مکعب سینٹی میٹر تھا اور اس کے اثرات ۵ تا ۸ لاکھ سال پہلے سے متعلق افریقہ 'ایشیاء اور یورپ کے مختلف علاقوں میں ملے ہیں۔ ان میں سے مشہور ترین انسان جادہ' تنزانیہ' ہجنگ اور ہائیڈلبرگ کے ہیں۔ ان میں سے بعض انسان ۳۰ ہزار سال پہلے تک موجود رہے ہیں۔ یہ انسان پتھر کو آلہ کے طور پر استعمال کرتے تھے اور طبیعی آگ سے بھی آگاہ تھے اور اس سے استفادہ بھی کرتے تھے۔

۳۔ تقریباً ۳ لاکھ سال پہلے ایک اور انسان بنام HOMO SAPIENS وجود میں آیا کہ جس کے مغز کا حجم ۱۴۰۰ مکعب سینٹی میٹر تھا جو کہ موجودہ انسان کے سر کے اندازے کے قریب قریب تھا۔ اس نوع کے انسان میں سے مشہور ترین NEANDERTHAL ہے جس کی ہڈیاں جرمنی میں ملی ہیں۔ یہ ایک لاکھ سال پہلے سے متعلق ہے دوسرا انسان CRO-MAGNON ہے جو فلسطین میں پیدا ہوا یہ انسان وہ پہلی نوع ہے جو شعور و فکر کی حامل تھی' آسانی سے بول سکتی تھی' اپنے مردوں کو دفن کرتی اور مذہبی عقائد رکھتی تھی۔

۴۔ انسان کی آخری نوع HOMO SAPIEN کہلاتی ہے جو کہ موجودہ آدمی ہی ہے اس کے اثرات ایک لاکھ پچاس ہزار سال قبل سے دیکھے گئے ہیں۔ اسی انسان نے پتھر کے زمانے' قرون وسطیٰ اور موجودہ تمدن کی بنیاد رکھی ہے۔ قدیم عصر حجر اور قرون وسطیٰ میں HOMO SAPIEN انسان بھی موجود تھے۔ جو موجودہ انسان کے ساتھ مخلوط ہو گئے ہیں۔ یہ احتمال دیا جاسکتا ہے کہ آسٹریلیا' افریقہ اور آمازوں کے اصلی قبائل اسی اختلاط کا نتیجہ ہوں۔ سورہ انعام کی اس آیت میں شاید اسی مفہوم کو بیان کیا گیا ہے۔ جس میں گزشتہ نسلوں کی نابودی کا تذکرہ ہے۔ ارشاد رب العزت ہے :

اَلَمۡ یَرَوۡا کَمۡ اَهۡلَکۡنَا مِنۡ قَبۡلِهِمۡ مِّنۡ قَرۡنٍ مَّکَّنّٰهُمۡ فِی الۡاَرۡضِ مَا لَمۡ نُمَکِّنۡ لَّکُمۡ

کیا انہیں معلوم نہیں کہ ہم نے ان سے پہلے کتنے گروہ ہلاک کر ڈالے کہ جنہیں زمین پر ایسا اقتدار اور قوت حاصل تھی کہ تم جس کے حامل نہیں ہو۔ (۵۹)

آیت میں پھر ارشاد ہوتا ہے :

وَ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِیۡنَ

اور ان کے بعد دوسرے گروہ کو پیدا کر دیا۔ (۶۰)

ان سے مراد شاید مختلف انسانی نسلوں کی پیدائش اور بالآخر موجودہ انسانی نسل ہی ہو۔ قرآن مجید میں بہت ساری آیات نابود ہو جانے والی گزشتہ نسلوں اور انسانوں کی خبر دیتی ہیں۔ مثلاً

وَلِکُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ لَا یَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَةً وَّلَا یَسۡتَقۡدِمُوۡنَ

ہر قوم کے لئے اجل ہے پس جب ان کی اجل آتی ہے تو وہ ایک لمحے کے لئے بھی آگے پیچھے نہیں ہوتی۔ (۶۱)

سورہ حجر کی آیت نمبر ۵ اور سورہ مومنون کی آیت نمبر ۴۳ بھی اسی موضوع کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث منقول ہے' آپ فرماتے ہیں :

تم سمجھتے ہو کہ خداوند تعالیٰ نے تمہارے سوا کسی بشر کو پیدا نہیں کیا۔ ہاں خدا کی قسم کہ خداوند تعالیٰ نے ہزار ہزار آدم خلق کئے کہ تم ان کی آخری کڑی ہو۔ (۶۲)

۱۳۔ دوسری مخلوقات :

قرآن حکیم میں آگ سے پیدا ہونے والی مخلوق "جن" اور "ملائکہ" کا ذکر موجود ہے اسی طرح شیاطین کا ذکر بھی موجود ہے انسانی آنکھ ان مخلوقات کو دیکھنے سے قاصر ہے حتیٰ کہ سورہ نحل کی آیت نمبر ۸ میں ایسی موجودات کی پیدائش کا ذکر ہے کہ جنہیں ہم ابھی نہیں جانتے ہیں :

و یخلق ما لا تعلمون   اور اسے خلق کرے گا جس کا تمہیں بھی علم نہیں۔

انسان اپنی محدود دانش کی وجہ سے جس چیز کو اپنی آنکھ سے نہ دیکھ لے اس پر یقین نہیں کرتا۔ لیکن یہ بات مد نظر رہے کہ ہائیڈروجن اور آکسیجن کے اربوں ایٹمی ذرات میں سے کوئی بھی دیکھا نہیں جا سکتا۔ فضا میں آواز کی امواج پھیلی ہوئی ہیں۔ انٹی الیکٹران اور انٹی پروٹان جو کہ فضا میں باقی ہیں یہ سب چشم انسانی سے پنہاں ہیں۔ اربوں زندہ جراثیم فضا میں ہماری آنکھوں کے سامنے موجود رہتے ہیں اگرچہ یہ دکھائی نہیں دیتے لیکن بہت آسانی کے ساتھ انسان کو اپنا اسیر بنا لیتے ہیں۔ لہذا فرشتوں' جنوں اور شیاطین کی موجودگی کا عقلی طور پر انکار نہیں کیا جا سکتا۔

اِنَّہٗ یَرٰیکُمۡ ھُوَ وَ قَبِیۡلُہٗ مِنۡ حَیۡثُ لَا تَرَوۡنَھُمۡ

وہ اور اس کا قبیلہ تمہیں دیکھتا ہے جبکہ تم انہیں نہیں دیکھ پاتے۔ (۶۳)

بعید نہیں ہے کہ دوسرے سیاروں پر بھی زندہ مخلوقات زندگی گزار رہی ہوں۔ اسی طرح علمی حوالے سے اس لامتناہی کائنات میں انسان کی متضاد مخلوق کے وجود سے بھی انکار نہیں کیا جا سکتا ہے کہ انسان کا اگر اس سے اتصال ہو جائے تو وہ آتش کی مانند شعلہ افشاں ہو جائے۔

وَخَلَقَ الۡجَآنَّ مِنۡ مَّارِجٍ مِّنۡ نَّارٍ   اور جنوں کو شعلہ آتش سے خلق کیا۔ (۶۴)

۱۴۔ آخری زمانہ :

حیات کائنات کے خاتمے (آخر زمان) کے بارے میں آئن سٹائن کے نظریئے کی تمام سائنسدانوں اور اہل دانش نے تائید کی ہے۔ آج اہل دانش اس بارے میں جو کچھ کہتے ہیں اس کی بدولت بعض قرآنی آیات کا سمجھنا آسان ہو گیا ہے۔ آئن

سٹائن کہتا ہے کہ جس طرح کائنات کا آغاز عظیم دھماکے (BIG BANG) سے ہوا اسی طرح کائنات کا انجام بھی ایک عظیم سقوط کی صورت میں ہوگا۔ اس عظیم سقوط کے دوران بڑے بڑے ستاروں کے اندرونی ایٹم سکڑ جائیں گے الیکٹران اور پروٹان کا درمیانی فاصلہ ختم ہو جائے گا۔ الیکٹران اپنی مخالف جنس یعنی پروٹان کے ساتھ چپک جائیں گے۔

وَ اِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتْ   اور جب نفوس آپس میں مل جائیں گے۔ (۶۵)

وَ اِذَا النُّجُومُ انْکَدَرَتْ   اور جب ستارے تاریک ہو جائیں گے (اور گر پڑیں گے۔) (۶۶)

سورج کے گرد گردش کرنے والے سیارے اس سورج میں جذب ہو جائیں گے اور یہ جذب ہونا اس قدر شدید ہوگا کہ سیارے پراگندہ ہو جائیں گے اور ان کا اندرونی پگلا ہوا مادہ خارج ہو جائے گا اور دھنکی ہوئی روئی کی مانند تتر بتر ہو جائیں گے۔ آسمان کی ساخت یعنی ستاروں کا باہمی رابطہ ٹوٹ جائے گا اور بالآخر کائنات ابتدائی دھماکے کی مانند دھواں کی مانند ملیا میٹ ہو جائے گی۔

جو شخص انجام کائنات (آخری زمانہ) کا مذکورہ شرح کے ساتھ قرآن مجید میں مطالعہ کرتا ہے وہ گویا حیات کائنات کے انجام کے بارے میں موجودہ صدی کے انکشافات کا نظارہ کر رہا ہوتا ہے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَ اَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا

جب زمین شدید زلزلے سے لرز اٹھے گی اور اپنے سنگیں بار باہر پھینک دے گی۔ (۶۷)

وَ انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَهِیَ یَوْمَئِذٍ وَّاهِیَةٌ

اور بنائے آسمان کمزور ہو جائے گی اور وہ پھٹ جائے گا۔ (۶۸)

وَ خَسَفَ الْقَمَرُ وَ جُمِعَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ

جب چاند تاریک ہو جائے اور شمس و قمر جمع ہو جائیں۔ (۶۹)

یَوْمَ تَاْتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیْنٍ

آپ اس دن کا انتظار کیجئے جب آسمان واضح قسم کا دھواں لے کر آجائے گا۔ (۷۰)

فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ وَرْدَةً کَالدِّهَانِ

جب آسمان پھٹ جائے گا اور تیل کی مانند بہہ جائے گا۔ (۷۱)

فَاِذَا النُّجُومُ طُمِسَتْ   جب ستارے بے نور ہو جائیں گے۔

وَ اِذَا السَّمَآءُ فُرِجَتْ وَ اِذَا الْجِبَالُ نُسِفَتْ

آسمانوں میں شگاف پیدا ہو جائے اور جب پہاڑ اڑنے لگیں۔ (۷۲)

اِذَا الشَّمۡسُ كُوِّرَتۡ وَ اِذَا النُّجُومُ انۡكَدَرَتۡ

جب آفتاب تاریک ہو جائے گا اور ستارے بے نور ہو جائیں گے۔(۷۳)

اِذَا السَّمَآءُ انۡفَطَرَتۡ وَ اِذَا الۡكَوَاكِبُ انۡتَثَرَتۡ

اور جب آسمان پھٹ جائے گا اور ستارے گر پڑیں گے۔(۷۴)

و اِذَا البِحَارُ سُجِّرَتۡ و اِذَا النُّفُوسُ زُوِّجَتۡ

اور جب سمندر شعلہ ور ہو جائیں گے اور نفوس اپنی جفت کے ساتھ جمع ہو جائیں گے۔(۷۵)

وَ تَكُونُ الجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ الۡمَنۡفُوشِ

اور پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی مانند پراگندہ ہو جائیں گے۔(۷۶)

يَومَ تَكُونُ السَّمَآءُ كَالۡمُهۡلِ اور آسمان تانبے کی مانند پگل جائیں گے۔(۷۷)

وَ تَكُونُ الجِبَالُ كَالۡعِهۡنِ پہاڑ دھنکی ہوئی روئی کی مانند ہو جائے گا۔(۷۸)

يَوۡمَ نَطۡوِی السَّمَآءَ كَطَيِّ السِّجِلِّ لِلۡكُتُبِ كَمَا بَدَاۡنَاۤ اَوَّلَ خَلۡقٍ نُّعِيۡدُهٗ وَعۡدًا عَلَيۡنَا اِنَّا كُنَّا فٰعِلِيۡنَ

جس دن آسمانوں کو ہم اس طرح لپیٹیں گے جس طرح خطوں کا طومار لپیٹا جاتا ہے اور پہلے والی حالت پر دوبارہ پلٹادیں گے۔ یہ ہمارا وعدہ ہے کہ جسے ہم ضرور انجام دیں گے۔(۷۹)

تَعۡرُجُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوۡحُ اِلَيۡهِ فِی يَوۡمٍ كَانَ مِقۡدَارُهٗ خَمۡسِيۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ

اس دن فرشتے اور روح اس کی طرف اوپر جائیں گے اس کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی۔(۸۰)

درج بالا آیات میں سے سب سے زیادہ دلچسپ اور قابل توجہ نکات یہ ہیں۔

اولاً: سورہ تکویر کی آیت نمبر ۷ میں فرماتا ہے نفوس اپنے جفت کے ساتھ جمع ہو جائیں گے ان سے مراد اضداد کا جمع ہونا ہی ہے۔ یعنی مادہ اور ضد مادہ کا جمع ہونا۔ الیکٹران پروٹان اور نیوٹران کا اپنے انٹی یعنی انٹی الیکٹران، انٹی پروٹان اور انٹی نیوٹران کے ساتھ ملاپ اور یہ بات اب بھی ان ستاروں کے بارے میں ثابت ہے جو کہ تباہ ہو جاتے ہیں۔

ثانیاً: سورہ انبیاء کی آیت نمبر ۱۰۴ میں ارشاد ہوتا ہے "آسمانوں کو طومار کی مانند لپیٹ کر جس طرح پہلے پیدا کیا تھا اسی حالت میں پلٹادیں گے" زمین اور کائنات کے بارے میں آج کل سائنس جو پیشگوئی کر رہی ہے یہ آیت اسی طرح اشارہ کر رہی ہے۔

۱۵۔ نسبیت زمان کا نظریہ :

موجودہ صدی میں علمی دنیا کے جن مسائل نے اہل دانش کو اپنی طرف بہت زیادہ متوجہ کیا ہے ان میں سے ایک نسبیت زمان کا مسئلہ ہے جسے فزکس کے عظیم سائنسدان آئن سٹائن نے پیش کیا ہے۔ شروع میں اس مفروضے کا تصور بہت مشکل تھا۔ لیکن آخری نصف صدی کے اوائل میں خلانوردی کی دنیا میں اس مفروضے کی حقانیت ثابت ہو گئی ہے اور اب یہ مسئلہ مسلمہ اصولوں کا حصہ بن گیا ہے۔ اس نظریے کے مطابق وقت ایک معین اور ثابت چیز نہیں ہے بلکہ نسبی ہے اور اوضاع واحوال کے مطابق تبدیل ہوتا ہے (مثلاً سرعت و حرکت کے پیش نظر) بعبارت دیگر ممکن ہے گھڑی کی بڑی سوئی کا ایک چکر ہم اہل زمین کے لئے ایک گھنٹہ شمار ہو اور دوسرے کرہ یا خلاء میں موجود انسان کے لئے کئی گھنٹے یا حتیٰ کہ چند سال شمار ہوں۔ مثلاً اگر ایک شخص بہت تیز رفتاری کے ساتھ (مثلاً روشنی کی حرکت ورفتار کے برابر) کرۂ زمین سے خارج ہو اور چند سال خلاء میں سفر کرے اور پھر زمین پر لوٹ آئے اگر اہل زمین ان سے سوال کریں کہ کتنی مدت سفر میں رہے تو وہ انہیں اپنی گھڑی کی طرف دیکھ کر کہے گا کہ چند گھنٹے اس وقت اہل زمین اس سے کہیں گے کہ نہیں بلکہ تو چند سال سفر میں رہا ہے۔

قرآن پاک میں چودہ سو سال پہلے یہ موضوع بڑی صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے :

قٰلَ کَمۡ لَبِثۡتُمۡ فِی الۡاَرۡضِ عَدَدَ سِنِیۡنَ

خدا کافروں سے مخاطب ہو کر کہے گا تم نے کتنے سال زمین پر گزارے

قَالُوۡا لَبِثۡنَا یَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ

وہ کہیں گے کہ ہماری ساری زندگی ایک دن یا ایک دن کا کچھ حصہ تھی۔(۸۱)

اسی طرح سورہ نازعات میں ارشاد فرماتا ہے :

کَاَنَّہُمۡ یَوۡمَ یَرَوۡنَہَا لَمۡ یَلۡبَثُوۡۤا اِلَّا عَشِیَّۃً اَوۡ ضُحٰہَا

جس دن وہ لوگ اس قیامت کو دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ دنیا میں بس ایک شام یا صبح ٹھہرے تھے۔(۸۲)

سورہ بقرہ میں ارشاد ہے :

اَوۡ کَالَّذِیۡ مَرَّ عَلٰی قَرۡیَۃٍ وَّ ہِیَ خَاوِیَۃٌ عَلٰی عُرُوۡشِہَا قَالَ اَنّٰی یُحۡیٖ ہٰذِہِ اللّٰہُ بَعۡدَ مَوۡتِہَا فَاَمَاتَہُ اللّٰہُ مِائَۃَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَہٗ قَالَ کَمۡ لَبِثۡتَ قَالَ لَبِثۡتُ یَوۡمًا اَوۡ بَعۡضَ یَوۡمٍ قَالَ بَلۡ لَّبِثۡتَ مِائَۃَ عَامٍ فَانۡظُرۡ اِلٰی طَعَامِکَ وَ شَرَابِکَ لَمۡ یَتَسَنَّہۡ وَانۡظُرۡ اِلٰی حِمَارِکَ

اس شخص (حضرت عزیر) کی مانند جو کہ ایک ویرانے دیہات سے گزرا تو کہا: مجھے حیرت ہے کہ خدا ان مردوں کو دوبارہ کیسے زندہ کرے گا پس خداوند تعالیٰ نے اسے سو سال کے لئے مار دیا پھر اسے زندہ کیا اور فرمایا کتنی مدت تم پڑے رہے کہا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ فرمایا نہیں تم سو سال لیٹے پڑے رہے ہو اپنے کھانے پینے کی طرف نگاہ کرو وہ خراب نہیں ہوا اور گدھے کو دیکھو ہڈیاں ڈھیر پڑی ہیں۔(۸۳)

اسی طرح سورہ کہف میں اصحاب کہف کی داستان میں بیان کیا گیا ہے:

کہ وہ ایک غار میں پنہاں ہو گئے تھے اور گہری نیند میں چلے گئے جب بیدار ہوئے تو ایک نے پوچھا ہم کتنی مدت سے غار میں ہیں جواب دیا گیا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ حالانکہ جب شہر گئے تو متوجہ ہوئے کہ ۳۰۹ سال غار میں پڑے رہے۔(۸۴)

وہ آیات جن کی تفسیر جدید علم سے مربوط ہے' ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ مقالہ ھذا میں مذکورہ چند مثالیں فقط دانشمندوں اور محققین کی توجہ مبذول کرنے کی خاطر پیش کی گئی ہیں۔ امید ہے جدید علوم کے ماہرین قرآن مجید میں موجود ایسے علمی مطالب کا سراغ لگا کر علمی محافل میں پیش کریں گے۔ مفسرین قرآن ان مطالب کو بھی زیر بحث لائیں تاکہ لاحاصل تکرار مکرات کی بجائے اعجاز قرآن کا یہ پہلو بھی نئی نسلوں پر منکشف ہو

وَلَقَدْ جِئْنَا هم بِكِتَابٍ فَصَّلْنَاهُ عَلَى عِلْمٍ هُدىً وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ

ہم نے ان کے پاس کتاب بھیج دی ہے اسے علم کی بنیاد پر تفصیل وار بیان کر دیا ہے۔ یہ ہدایت اور رحمت ہے مومنین کے لئے۔(۸۵)

حواشی

(۲۹) سورہ بقرہ' آیت۔ ۲۹ (۳۰) سورہ اسرار' آیت۔ ۴۴
(۳۱) سورہ مومنون' آیت۔ ۸۶
(۳۲) سورہ الملک' آیت۔ ۳' سورہ طلاق' آیت۔ ۱۲' سورہ نوح' آیت۔ ۱۵
(۳۳) سورہ طلاق' آیت۔ ۱۲ (۳۴) سورہ یونس' آیت۔ ۵
(۳۵) سورہ الرحمٰن' آیت۔ ۵ (۳۶) سورہ آل عمران' آیت۔ ۸۳
(۳۷) سورہ فاطر' آیت۔ ۱۳ (۳۸) سورہ نحل' آیت۔ ۱۲
(۳۹) سورہ انبیاء' آیت۔ ۳۳ (۴۰) سورہ الرعد' آیت۔ ۲
(۴۱) سورہ نور' آیت۔ ۴۱ (۴۲) سورہ حدید' آیت۔ ۱

(۴۳) سورہ الرعد۔۱۵آیت

(۴۴) سورہ فصلت‘آیت۔۱۱

(۴۵) سورہ یونس‘آیت۔۶۱

(۴۶) سورہ ذاریات‘آیت۔۴۷

(۴۷) سورہ الرعد‘آیت۔۴۱

(۴۸) سورہ حجر‘آیت۔۴۸

(۴۹) سورہ سجدہ‘آیت۔۷‘ ۸

(۵۰) سورہ فاطر‘آیت۔۱۱

(۵۱) سورہ انبیاء‘ آیت۔۳۰

(۵۲) سورہ اعراف‘آیت۔۱۸۹

(۵۳) سورہ نور‘آیت۔۴۵

(۵۴) سورہ انعام‘آیت۔۳۸

(۵۵) سورہ لقمان‘آیت۔۲۸

(۵۶) سورہ السجدہ‘آیت۔۷

(۵۷) سورہ السجدہ‘آیت۔۹

(۵۸) سورہ مومنون‘آیت ۱۳۔۱۴

(۵۹) سورہ انعام‘آیت۔۶

(۶۰) سورہ انعام‘آیت۔۶

(۶۱) سورہ اعراف‘آیت۔۳۴

(۶۲) کتاب توحید

(۶۳) سورہ اعراف‘آیت۔۲۷

(۶۴) سورہ رحمٰن‘آیت۔۱۵

(۶۵) سورہ تکویر‘آیت۔۸

(۶۶) سورہ تکویر‘آیت۔۲

(۶۷) سورہ زلزال‘آیت۔۱‘ ۲

(۶۸) سورہ حاقۃ‘آیت۔۱۶

(۶۹) سورہ قیامت‘آیت۔۸۔۹

(۷۰) سورہ دخان‘آیت۔۱۰

(۷۱) سورہ رحمٰن‘آیت۔۳۷

(۷۲) سورہ مرسلات‘آیت۔۸‘ ۱۰

(۷۳) سورہ تکویر‘آیت۔۱‘ ۳

(۷۴) سورہ انفطار‘آیت۔۱‘ ۲

(۷۵) سورہ تکویر‘آیت۔۶‘ ۸

(۷۶) سورہ القارعۃ‘آیت۔۵

(۷۷) سورہ معارج‘آیت۔۸

(۷۸) سورہ معارج‘آیت۔۹

(۷۹) سورہ انبیاء‘آیت۔۱۰۴

(۸۰) سورہ معارج‘آیت۔۴

(۸۱) سورہ مومنون‘آیت۔۱۱۲

(۸۲) سورہ النازعات‘آیت۔۴۶

(۸۳) سورہ بقرہ‘آیت۔۲۵۹

(۸۴) سورہ کہف‘آیت۔۱۶

(۸۵) سورہ اعراف‘آیت۔۵۲